Journal of Media Horizons
ISSN: 2710-4060 2710-4052 Volume 6, Issue 4, 2025

THE UNDERLYING MESSAGE OF SURAH RAHMAN UNDER THE LENS OF QURANIC VERSES: IN—DEPTH ANALYSIS

Sadia Talat Butt

Research scholar: Master of Philosophy

sadiatalatbutt@gmail.com

DOI: https://doi.org/10.5281/zenodo.17322455

Keywords
Quran, Surah Rahman, role, message, Muslim Ummah

Article History
Received: 15 July 2025
Accepted: 15 September 2025
Published: 29 September 2025

Copyright @Author
Corresponding Author: *
Sadia Talat Butt

Abstract

Surah Rahman is most prominent, profound and articulate chapter of the Quran. This research employs a qualitative and comprehensive approach. The Surah has been the subject of extensive study by various scholars focusing its stylistic elements, rhythmic patterns, theological interpretations, and even its potential impact on health as supported by several medical studies. However there still remains a gap in exploring the central message of the Surah. It is widely considered that Surah Rahman highlights the blessings of Allah Almighty and recited by majority of Muslims as a part of their daily practice. Therefore, it is significant to reflect the divine message of the Surah. This study demonstrates, that the Surah maintains a remarkable logical flow between its verses and consistent thematic coherence, thereby revealing the central message with the support of other Quranic verses. The study reveals the Quranic depiction of man as the divinely appointed "Caliph" on earth, entrusted with the upholding of Al-Mizan —a profound concept of balance and justice in every aspect of life, while adhering to the boundaries set by Allah Almighty. Man remains accountable for every deed: rewards are assured for those who uphold the principles of Al-Mizan and remain within the ordained limits, whereas and punishment awaits those who transgress. Furthermore, Surah Rahman conveys a distinguishing stylistic feature of twining throughout its verses, yet the term "Al-Mizan" notably appears thrice, underscoring its central importance. This repetition also aligns with the Sunnah of the Prophet ﷺ, who emphasized significant matters by repeating them three times. Conclusion: Surah Rahman is traditionally recognized as a chapter of divine blessings, yet it also conveys a profound warning regarding human accountability. The warning is especially directed towards Muslim Ummah who are entrusted with the Quran and bear the responsibility to uphold "Al-Mizan" —the principle of balance and justice—both individually and socially. Thus, the Surah integrates an initial note of Warning then Mercy reminding man of his entrusted role."

تعارف(Introduction) :

سورۃ الرحمٰن قرآنِ حکیم کی فصاحت وبلاغت کا بے مثال شاہکار ہے۔ مختلف ادوار میں مفسرین و علماء نے اس سورۃ کی تفسیر کو اپنے اپنے نقطہ نظر سے پیش کیا۔ یہ وہ سورۃ ہے جس پر دورِ حاضر میں بھی مختلف جہات سے مسلسل تحقیقی کاوشیں جاری ہیں۔ صوتی انداز کی دلآویزی، مکرر آیت ﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ﴾ کی حکمت، اور اس سورۃ میں بیان کردہ مضامین کی گہرائی اور معنوی وسعت جیسے پہلو اس سورۃ کے مطالعہ کو یگانہ حیثیت دیتے ہیں۔ علاوہ ازیں اس پر کی گئی سائنسی تحقیقات، بالخصوص میڈیکل ریسرچز، اس کی معنوی اہمیت کو ایک نیا زاویہ دیتی ہیں۔ تاہم ان تمام تحقیقی کاوشوں کے باوجود اس سورۃ کے بنیادی پیغام کی جامع تفہیم اب بھی علمی دنیا میں تشنگی رکھتی ہے۔

دورِ حاضر کا تقاضا ہے کہ جس طرح علمی و سائنسی ترقی کے ساتھ انسانی فہم بڑھتا جا رہا ہے، اسی طرح قرآنِ حکیم کو بھی مزید گہرائی میں سمجھنے کی کوشش کی جائے۔ عصرِ حاضر میں عمومی طور پر یہ تصور قائم ہو گیا ہے کہ سورۃ الرحمٰن محض اللہ کی رحمتوں اور جنتوں کی نعمتوں کے بیان پر مشتمل ہے، تاہم اس کے مضامین میں بہت گہرائی پائی جاتی ہے اگرچہ اس سورۃ کی تلاوت آج بہت سے مسلمانوں کے روزمرہ معمولات کا حصہ ہے تاکہ اس کے فضائل سے فیض یاب ہوا جا سکے، تاہم اس کے بنیادی پیغام کی معنوی و فکری تفہیم سے ناواقف ہیں ،اس مقصد کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ سورۃ الرحمٰن کی آیات میں چھپی حکمتوں کو قرآنی دلائل کے ذریعے سمجھا جائے، کیونکہ قرآن کا صحیح فہم اور حقیقی بصیرت تک رسائی صرف قرآن کی روشنی میں ہی ممکن ہے۔

حکمت:

الہامی علم کو مشعلِ راہ بناتے ہوئے فطرتِ سلیم جب عقلِ سلیم کی رہنمائی کرے تو تدبر کرنے پر حقیقت تک رسائی حاصل کرنا جس کو منطق و فلسفہ بھی تسلیم کر لیں اور دلائل بھی ثابت کر دیں، اسی علم کو حکمت کہتے ہیں۔ اسی لئے قرآن مومنین کو بار بار تدبر کی دعوت دیتا ہے اور فرماتا ہے

﴿اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا﴾[1]

وہ کیوں قرآن پر تدبر نہیں کرتے کیا اُن کے دلوں پر قفل لگ گئے ہیں۔

قرآن میں بیان کی گئی حکمتیں بہت سے راز کھولتی ہیں۔ یہ حکمتیں جاننا انتہائی اہم ہے تاکہ اس سورۃ کے بنیادی پیغام کو سمجھا جا سکے۔

سورۃ الرحمٰن کی آیات کی پوشیدہ حکمتیں قرآنی آیات کی روشنی میں:

مندرجہ ذیل میں سورۃ الرحمٰن میں مضمر حکمتوں کو بتدریج قرآنی آیات کے ذریعے سمجھا گیا ہے۔

آیات 1 تا 4:

﴿اَلرَّحْمٰنُ﴾ (1) ﴿عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ﴾ (2) ﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ﴾ (3) ﴿عَلَّمَهُ الْبَیَانَ﴾ (4)

اس سورۃ کی پہلی آیت "الرحمٰن" کو سمجھا جائے تو یہ اللہ رب العزت کا انتہائی فضیلت والا نام ہے یہ نام اللہ کی حاکمیت کو واضح کر دیتا ہے بیشتر مفسرین اس نام پر کثیر بیان فرماتے ہیں۔ اس میں انتہا درجے کا رحم پایا جاتا ہے، اس کی شان یہ ہے کہ مسلمان اور کافر دنیا کی تمام نعمتوں سے یکساں طور پر مستفید ہوتے ہیں اس نام کی شان ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے، یہ پورے قرآن میں اکہتر بار آیا ہے اور قرآن میں بہت سی جگہ رب العزت کی معرفت کے لئے بھی آتا ہے مثلاً

﴿اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَی الطَّیْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّیَقْبِضْنَ ۚ مَا یُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ﴾[2]

کیا انہوں نے اپنے سروں پر اُڑتے ہوئے پرندوں کو نہیں دیکھا جو اپنے پروں کو پھیلاتے اور سکیڑتے ہیں رحمٰن کے سوا کوئی اُن کو تھام نہیں سکتا

﴿اِنْ كُلُّ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّاۤ اٰتِی الرَّحْمٰنِ عَبْدًا﴾[3]

جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے سب رحمٰن کے حضور اُسکے تابعدار بن کر آئیں گے

﴿وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ﴾[4]

اور تمہارا معبود ایک ہے اور کوئی معبود نہیں سوائے اُس رحمٰن و رحیم کے

یہ تمام آیات اللہ کی معرفت "رحمٰن" کے نام سے کرواتی ہیں۔ اس سے اگلی آیات کی طرف بڑھا جائے تو ﴿الرَّحْمٰنُ﴾ ﴿عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ﴾ ﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ﴾ ان تینوں آیات

---

[1] سورۃ محمد 24:47

[2] سورۃ الملک 19:67

[3] سورۃ مریم 93:19

[4] سورۃ البقرہ 163:2

کا فہم حاصل کرنے کے لئے قرآنی آیات کی طرف رجوع کرنا بہتر ہے تا کہ ان آیات کا ربط بہتر طریقے سے واضح ہو سکے۔

﴿الرَّحْمٰنُ ﴾﴿عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ﴾ ان دونوں آیات کے ترجمہ پر توجہ کی جائے تو یہی سمجھ آتی ہے کہ رحمٰن کو پہچانو کہ اُس نے قرآن کا علم سکھایا، اس علم اور موصوف کی شان کے بارے میں قرآن فرماتا ہے

﴿وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۚ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِىْ ظُلُمَاتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِىْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ﴾[5]

غیب کی کنجیاں اُسی کے پاس ہیں جن کو اُس کے سوا کوئی نہیں جانتا، اور خشکی اور تری کا علم اُسی کے پاس ہے کوئی پتہ گرے یا زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ پھوٹے سب اس کے علم میں ہے، سب کتابِ مبین میں درج ہے۔

﴿اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ﴾[6]

بے شک یہ قرآن بہت بلند پایہ ہے۔

﴿فِىْ كِتَابٍ مَّكْنُوْنٍ﴾[7]

یہ کتابِ محفوظ میں ہے۔

﴿وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَىْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ﴾[8]

اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے

مندرجہ بالا قرآنی آیات اس حکمت کو بیان کرتی ہیں کامل علم صرف اللہ ہی کے پاس ہے وہ جس کو جتنا چاہے نوازے اُس نے رحم فرمایا اور قرآن جیسا علم عطا کر کے بہت بڑا کرم فرمایا۔ سورۃ الرحمٰن کی پہلی دو آیات رب العزت کے رحمٰن ہونے کی واضح دلیل ہیں۔ ان آیات کے بعد تیسری آیت ﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ﴾ کی طرف رجوع کیا جائے تو اپنے انتہائی فضیلت والے نام اور سب سے برتر علم کے بعد تخلیقِ انسان کا ذکر فرمانا، بلاشبہ یہ خاص معنی رکھتا ہے، اس کو سمجھنا ضروری ہے قرآن بیان فرماتا ہے

﴿اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ۖ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا﴾[9]

اور ہم نے اس امانت کو آسمانوں اور زمین پر پیش کیا تو سب نے اُٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے تو انسان نے اُٹھالیا، بے شک وہ بڑا ظالم اور جاہل تھا۔

غور کریں تو ظَلُوْمًا جَهُوْلًا کے الفاظ انسان کے عمل پر حجت قائم کرتے ہیں کہ وہ ظالم بھی ہے (اپنی جان پر ظلم کرنے والا) اور ناواقف بھی ہے۔ اسی لئے اللہ نے خود اُس کی رہنمائی قرآن کے ذریعے فرمادی یعنی واضح ہوا کہ انسان نے اس الہامی علم کی ذمہ داری اُٹھائی اس لئے وہ سب سے برتر مخلوق ٹھہرا اور اسی لئے اس کا خاص طور پر ذکر ان شروع کی آیات میں آیا۔

﴿الرَّحْمٰنُ ﴾﴿عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ﴾﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ﴾ ان تینوں آیات کے ربط اور قرآنی آیات کی روشنی میں یہی حکمت واضح ہوتی ہے کہ رحمٰن نے سب سے برتر مخلوق یعنی انسان کی تخلیق فرما کر سب سے برتر علم کے ذریعے ہدایت کا انتظام بھی فرمادیا تا کہ وہ بھٹکتا نہ پھرے اور اپنی رحمت کے دروازے کھول دیے۔ اس علم کے حامل ہونے کی فضیلت قرآن یوں بیان فرماتا ہے

﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۗ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُو الْاَلْبَابِ﴾[10]

کہہ دو کہ کیا جو لوگ علم رکھتے ہیں اور جو بے علم ہیں وہ برابر ہو سکتے ہیں، اور نصیحت تو عقلمند ہی پکڑتے ہیں۔

---

5 سورۃ الانعام 59:6

6 سورۃ الواقعہ 77:56

7 سورۃ الواقعہ 78:56

8 سورۃ البقرہ 255:2

9 سورۃ الاحزاب 72:33

10 سورۃ الزمر 9:39

﴿يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ ﴾[11]

اللہ درجے بلند کرتا ہے ان کے جو تم میں سے ایمان لائے اور جن کو علم عطا کیا گیا

ان آیات سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ عالم کا درجہ بلند فرماتا ہے کیونکہ وہ ذمہ دار ٹھہرا۔

چوتھی آیت ﴿ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ﴾ پر تدبر کیا جائے تو، بیان ایک ایسی قوت ہے جس میں دماغ کے کئی حصّے شامل ہوتے ہیں یہ آیت اس حقیقت کو سامنے لاتی ہے کہ اللہ نے انسان کو انتہائی برتر علم کے ساتھ قوتِ گویائی اور شعور جیسی قوت عطا کی اس طور بھی وہ تمام مخلوق پر برتر ٹھہرا۔

"بیان" کی صلاحیت کے بارے میں قرآن فرماتا ہے

﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ۖ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾[12]

کہ اللہ نے کوئی پیغمبر ایسا نہیں بھیجا جو اپنی قوم کی زبان نہ بولتا ہو تا کہ اُن پر احکامِ رب واضح کر دے ،اور جس کو اللہ چاہے گمراہ کرے اور جس کو چاہے ہدایت دے۔وہی حکیم اور زبردست ہے۔

چنانچہ ان دلائل سے یہ بات واضح ہوئی کہ اس بیان کی صلاحیت کے ذریعے وہ خود بھی ہدایت حاصل کرتا ہے اور دوسروں کو بھی ہدایت کی راہ دکھاتا ہے-یہ بات ذہن میں رکھی جائے کہ انسان سب سے برتر مخلوق ہے تو منطق سورۃ البقرہ کی آیت کی تائید کرتی ہے۔

﴿وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ۖ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۖ قَالَ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾[13]

جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین پر خلیفہ بنانے والا ہوں تو انہوں نے کہا کہ کیا تو اُسے نائب بنائے گا جو زمین میں فساد کرے اور خون بہائے اور ہم تیری تسبیح اور پاکی بیان کرتے ہیں تو رب العزت نے فرمایا جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔

اس آیت کی روشنی میں یہ واضح ہو جاتا ہے کہ انسان کو "خلیفہ الارض "کا رُتبہ نوازہ گیا۔

سورۃ الرحمٰن کی پہلی چار آیات آپس میں گہرا ربط رکھتی ہیں اور کلام آگے بڑھتے ہوئے یہ واضح کرتا ہے کہ انسان نے الہامی علم کا حامل ہونے کی ذمہ داری قبول کی تو اللہ نے اُسے قرآن جیسا الہامی علم، بیان کی قوت جیسی اعلیٰ صلاحیت اور شعور عطا فرمادیا تا کہ وہ ہدایت حاصل کرے اور دوسروں کو بھی راہ دکھائے اسی لئے اُسے خلیفہ الارض کا رُتبہ سونپ دیا گیا۔ سورۃ الرحمٰن کی پہلی چار آیات انسان کی حکمرانی کو ثابت کرتی ہیں۔

IEER
Institute for Excellence in Education & Research

آیت نمبر5:

﴿اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ﴾ (5)

اس آیت کے مطابق سورج اور چاند ایک خاص نظام کے تحت گھوم رہے ہیں۔"بِحُسْبَانٍ"کا لفظ قابلِ غور ہے کہ یہ سارا نظام انتہائی حساب کے ساتھ قائم ہے چاند اور سورج مخلوق کے لئے رحمت کا مظہر ہیں۔ محققین اور مفسرین کے مطابق سورۃ الرحمٰن کی آیات گہرائی اور تسلسل رکھتی ہیں چنانچہ قرآنی آیات اور خود سورۃ الرحمٰن کی آیات اس آیت کے بارے میں جو رہنمائی فرماتی ہیں اس کی طرف بھی توجہ کرنا ضروری ہے۔

﴿الرحمٰن﴾[14]

﴿وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ﴾[15]

الرحمٰن نے مخلوق کے لئے زمین بچھائی۔مزید قرآن بیان فرماتا ہے

---

[11] سورۃ المجادلہ 11:58

[12] سورۃ ابراہیم 4:14

[13] سورۃ البقرہ 30:2

[14] سورۃ الرحمٰن 1:55

[15] سورۃ الرحمٰن 10:55

﴿فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ۚ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ﴾[16]

وہ تاریکی میں سے صبح کی روشنی پھاڑ نکالتا ہے اور رات کو آرام کرنے کے لئے بنا دیا اور سورج اور چاند کو حساب کے لئے بنا دیا اور یہ سب ایک اندازے کے مطابق ہے وہ زبردست علم رکھنے والا ہے۔ ایک اور جگہ فرمان ہے

﴿وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيَاتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ﴾[17]

اور سورج اور چاند کو کام میں لگا دیا سب وقتِ معین تک گردش میں ہیں اور اُسی کا حکم ہے جو حکمت پر مبنی ہے اور وہ اپنی آیات کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم اپنے رب سے ملاقات کا یقین کر لو۔ اللہ یہ بھی فرماتا ہے

﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ﴾[18]

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا فرمایا، اور اللہ چاہے تو تمہیں لے جائے اور تمہاری جگہ نئی مخلوق پیدا فرمادے۔ قرآن یہ بھی فرماتا ہے

﴿اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ﴾[19]

مگر ہماری رحمت ایک وقت تک فائدے کے لئے ہے۔

مندرجہ بالا آیات کی روشنی میں سورج اور چاند اور اس سارے کے نظام کے بارے میں انسان کو مطلع کیا جا رہا ہے چنانچہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ تمام نظام رحمٰن نے مخلوقات کی بقا کے لئے قائم کر دیا جس میں دن، اور رات کی مخلوقات (nocturnal) بھی شامل ہیں اور یہ سورج اور چاند مخلوق کے فائدے کے لئے ہیں اور ان کا آنا جانا حکمت پر مبنی ہے اس میں ہر ایک مخلوق کے لئے وقت مقرر ہے، اس نے یہ سب کچھ حق کے ساتھ پیدا فرمایا اور سب کچھ معین وقت تک ہے۔

آیت نمبر6:

﴿وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ﴾ (6)

مفسرین نجم کو "ستارے" بھی بیان کرتے ہیں اور "بیلیں" بھی۔ اس آیت سے کلام کا رُخ مڑتا ہے اور انتہائی خوبصورتی سے آسمان سے زمین کی طرف توجہ مبذول کروائی جا رہی ہے کہ (Botany) کا سارا نظام جس پر دنیاوی حیات انحصار کرتی ہے اور کائنات کا تمام نظام، وقتِ معین تک فائدہ اُٹھانے کے لئے ہے کیونکہ یہ سارا نظام ایک دوسرے پر انحصار کرتا ہے اور (Interdependence) کے اُصول پر قائم ہے۔ اس سلسلے میں قرآن فرماتا ہے

﴿هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۖ لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ﴾[20]

وہی تو ہے جو آسمان سے پانی برساتا ہے جس کو تم پیتے ہو اور یہ درخت بھی اسی سے (شاداب ہوتے ہیں) اور تم جانوروں کو بھی اسی سے چراتے ہو۔ قرآن مزید فرماتا ہے

﴿يُنْبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ ۗ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ﴾[21]

اس سے وہ تمہارے لئے کھیتی اور زیتون، کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل اُگاتا ہے اور غور و فکر کرنے والوں کے لئے اس میں نشانیاں ہیں۔ اور اگر النَّجْمُ کی تشریح ستاروں سے کی جائے تو قرآن میں آتا ہے

﴿وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرَاتٌ بِاَمْرِهٖ ۗ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ﴾[22]

اور رات اور دن اور سورج اور چاند کو تمہارے واسطے تابع کر دیا اور ستارے بھی اسی کے حکم کے تابع ہیں اس میں عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

---

[16] سورۃ الانعام 96:6

[17] سورۃ الرعد 2:13

[18] سورۃ ابراہیم 19:14

[19] سورۃ یٰس 44:36

[20] سورۃ النحل 10:16

[21] سورۃ النحل 11:16

[22] سورۃ النحل 12:16

مندرجہ بالا قرآنی آیات "**نجم**" اور "**شجر**" کی وضاحت بہترین طریقے سے فرماتی ہیں کہ سب کچھ اللہ کے حکم سے انسان کی خدمت پر مامور ہے آسمان سے پانی کا برسنا ،نباتات کا نظام سورج، چاند کا آنا جانا حکمت پر مبنی ہے اور تمام مخلوقات کی بقا، اور فائدہ کے لئے ہے، کائنات کا تمام نظام رب العزت کے بنائے ہوئے اُصول وضوابط کے تابع ہے اور جب تک یہ نظام قائم ہے تمام اجسامِ فلکی بھی اس کے حکم سے اس گردش کو پورا کریں گے یعنی (cosmic balance) قائم رہے گا اور اپنی میعاد پوری کریں گے، اس میں غور وفکر کرنے والوں اور عقل رکھنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ سورۃ الرحمٰن کی آیات ﴿اَلشَّمۡسُ وَالۡقَمَرُ بِحُسۡبَانٍ﴾اور﴿وَالنَّجۡمُ وَالشَّجَرُ يَسۡجُدَانِ﴾ کے ذریعے اللہ اپنے بنائے اصولوں کی طرف نشاندہی فرماتا ہے کہ ان اُصولوں پر غور کرو اور دونوں آیات ﴿اَلشَّمۡسُ وَالۡقَمَرُ بِحُسۡبَانٍ﴾﴿وَالنَّجۡمُ وَالشَّجَرُ يَسۡجُدَانِ ﴾ کا ربط بھی واضح ہو جاتا ہے۔ یہ دونوں آیات بہترین طریقے سے تسلسل کو قائم رکھتی ہیں اور کلام کو آگے بڑھاتی ہیں۔

آیات نمبر، 7، 8، 9:

﴿وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الۡمِيۡزَانَ﴾(7) ﴿اَلَّا تَطۡغَوۡا فِى الۡمِيۡزَانِ﴾(8) ﴿وَاَقِيۡمُوا الۡوَزۡنَ بِالۡقِسۡطِ وَلَا تُخۡسِرُوا الۡمِيۡزَانَ﴾ (9)

اُس نے آسمان کو بلند کیا اور **میزان** کو وضع فرمادیا۔ تو اس **میزان** کے نظام میں طغیٰ کی اجازت نہیں۔ توازن رکھو اور **میزان** کو قائم کرو اس میں کسی طور کمی بیشی نہ کرو۔

یہ انتہائی جامع احکام بڑے وسیع المعنی ہیں، اس سورۃ کی خاصیت اس کا "تثنیہ" کا مزاج ہے جو اس کو پورے قرآن میں نمایاں کرتا ہے لیکن لفظ "میزان" کی تکرار **تین بار** آئی ہے جو اس لفظ کی اہمیت پر بھرپور روشنی ڈالتی ہے، یہ سنتِ رسول ﷺ سے بھی ثابت ہے کہ آپ ﷺ جب کسی شے کو اہم سمجھتے تو اس کا اعادہ تین بار فرماتے۔ اس لفظ کی اہمیت سمجھنے کے لئے قرآن کی آیات کو سامنے رکھنا ضروری ہے۔ قرآن فرماتا ہے

﴿لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا رُسُلَنَا بِالۡبَيِّنٰتِ وَاَنۡزَلۡنَا مَعَهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡمِيۡزَانَ لِيَقُوۡمَ النَّاسُ بِالۡقِسۡطِ﴾[23]

اللہ نے پیغمبروں کو کھلی نشانیوں کے ساتھ بھیجا اور اُن کے ساتھ کتاب اور میزان اُتارا تاکہ لوگوں کے مابین انصاف قائم ہو۔

یہ آیت لفظ "میزان" کی مکمل وضاحت کرتی ہے۔ تمام انبیاء کو انصاف قائم کرنے کا حکم دیا گیا اور آپ ﷺ کو بھی یہی حکم دیا جارہا ہے۔ "میزان" لفظ انتہائی وسعت کا حامل ہے یہ زندگی کے تمام معاملات میں شامل ہے۔ ایک رائے کے مطابق "الۡمِيۡزَانَ" قانونِ شریعت ہے[24]

تَطۡغَوۡ ،بِالۡقِسۡط اور وَلَا تُخۡسِرُوۡ کے الفاظ بھی قابلِ غور ہیں کہ یہ "سرکشی" اور "انصاف" اور کسی طور اس میں "کمی بیشی نہ" کرنے کا بیان ہے، قرآن فرماتا ہے ان الفاظ کی وضاحت قرآن یوں فرماتا ہے

﴿فَاسۡتَقِمۡ كَمَاۤ اُمِرۡتَ وَمَنۡ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطۡغَوۡا ؕ اِنَّهٗ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِيۡرٌ﴾[25]

IEER
Institute for Excellence in Education & Research

قائم رہو جیسا کہ تم کو حکم دیا گیا اور تائب رہو اور حد سے آگے نہ بڑھو کہ اللہ تمہارے سب اعمال دیکھ رہا ہے۔

اس آیت میں وَلَا تَطۡغَوۡا کی وضاحت ہوتی ہے۔ جبکہ بِالۡقِسۡطِ لفظ کی وضاحت مندرجہ ذیل آیات سے بھی ہوتی ہے

﴿قُلۡ اَمَرَ رَبِّىۡ بِالۡقِسۡطِ﴾[26]

کہ کہہ دو کے میرے رب نے تو انصاف قائم کرنے کا حکم دیا ہے۔ پھر بیان آتا ہے

﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُقۡسِطِيۡنَ﴾[27]

بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

اہلِ علم اس سے متفق ہیں کہ اس پُر حکمت کتاب (قرآن) کا ایک حصّہ دوسرے حصّے کی وضاحت کرتا ہے، تو مذکورہ بالا چاروں آیات، سورۃ الرحمٰن کی گزشتہ آیات اور یہ تینوں آیات﴿وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الۡمِيۡزَانَ ﴾﴿اَلَّا تَطۡغَوۡا فِى الۡمِيۡزَانِ﴾﴿وَاَقِيۡمُوا الۡوَزۡنَ بِالۡقِسۡطِ وَلَا تُخۡسِرُوا الۡمِيۡزَانَ﴾ کے ربط سے یہ حکم واضح ہو جاتا ہے کہ جیسے اس قدر وسیع کائنات کے نظام میں کسی کو اپنی حد سے باہر جانے کی اجازت نہیں۔ اسی طرح انسان کو بھی "طغٰی" کی اجازت نہیں چنانچہ توازن برقرار رکھو اور میزان کو

---

[23] سورۃ الحدید25:57

[24] Nasr, Seyyed Hossein, (2015), The Study Quran, Harpar Collins

[25] سورۃ ھود112:11

[26] سورۃ الاعراف29:7

[27] سورۃ الممتحنہ8:60

قائم کرو۔ اس نظام میں انسان کو حکمرانی عطا کر دی گئی اور ذمہ دار بنادیا گیا اسی لئے اُسے میزان کی اہمیت سمجھائی جارہی ہے یہ انفرادی اور اجتماعی طور پر لازم ہے کہ میزان کو قائم رکھا جائے اور مکمل عدل کا نظام ہر طور پر قائم ہو، تاکہ اس عظیم نظام سے بغاوت نہ ہو۔

آیت نمبر10:

﴿وَالۡاَرۡضَ وَضَعَهَا لِلۡاَنَامِ﴾(10)

زمین مخلوق کے لئے بچھادی گئی، بیشتر مفسرین "اَنَامِ" سے مراد "مخلوقات" لیتے ہیں۔ تمام پچھلی آیات کے ساتھ اس آیت کا اسلوبِ بیاں اور ترتیب دیکھی جائے تو یہی بات واضح ہوتی ہے کہ اس زمین کے نظام کو مخلوقات کے بسنے اور بقا کے لئے ہی بچھادیا گیا۔ یہاں تک کہ مٹی میں موجود (Decomposers) بھی اس نظام میں بھرپور شامل ہیں لیکن اس کی خبر ہمیں کیوں دی جارہی ہے کہ تمام مخلوقات کے لئے زمین کو بچھادیا گیا؟ اس کے لئے قرآن کی طرف رجوع کیا جائے تو

﴿اَوَلَمۡ يَرَوۡا اَنَّا خَلَقۡنَا لَهُمۡ مِّمَّا عَمِلَتۡ اَيۡدِيۡنَاۤ اَنۡعَامًا فَهُمۡ لَهَا مَالِكُوۡنَ﴾[28]

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ جو چیزیں ہم نے اپنے ہاتھوں سے بنائی ہیں، ان کے واسطے چوپائے پیدا کر دیے اور یہ ان کے مالک ہیں۔

﴿وَالۡاَنۡعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَـكُمۡ فِيۡهَا دِفۡءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنۡهَا تَاۡكُلُوۡنَ﴾[29]

اور چوپایوں کو اسی نے پیدا کیا اور تمہارے لئے اس میں گرمائش اور فائدے ہیں اور ان میں تم بعض کو کھاتے ہو۔

پچھلی آیات کی ترتیب اور ان آیات پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ انسان کو کیونکہ حکمران اور اشرف المخلوقات کا رتبہ عطا کر دیا گیا اس لئے یہ خبر دی جارہی ہے کہ بحیثیت حکمران ان کی بقا، ان پر رحم اور انکی رکھوالی کی ذمہ داری انسان پر قائم ہوتی ہے جو کہ آپ ﷺ کی سنت سے بھی ثابت ہے اور جیسا کہ حضرت نوحؑ کو بھی حکم دیا گیا تمام جانوروں کے جوڑے اپنے ساتھ کشتی پر سوار کرلیں۔

﴿حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَمۡرُنَا وَفَارَ التَّنُّوۡرُ ۙ قُلۡنَا احۡمِلۡ فِيۡهَا مِنۡ كُلٍّ زَوۡجَيۡنِ اثۡنَيۡنِ وَاَهۡلَكَ اِلَّا مَنۡ سَبَقَ عَلَيۡهِ الۡقَوۡلُ وَمَنۡ اٰمَنَ ؕ وَمَاۤ اٰمَنَ مَعَهٗۤ اِلَّا قَلِيۡلٌ﴾[30]

یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آپہنچا اور تنور اُبل پڑے تو ہم نے نوح کو حکم دیا کہ ہر قسم میں سے ایک ایک جوڑا لے لو اور جس کے بارے میں حکم ہو چکا اس کو چھوڑ کر اپنے گھر والوں کو جو ایمان لایا ہو اس کو سوار کر لو اور تھوڑے ہی لوگ ایمان لاتے ہیں۔

یہ واضح ہوا کہ اسی لئے ہمیں بھی خبر دی جارہی ہے۔

IEER

آیت نمبر11 اور12:

﴿فِيۡهَا فَاكِهَةٌ وَّالنَّخۡلُ ذَاتُ الۡاَكۡمَامِ﴾(11)﴿وَالۡحَبُّ ذُو الۡعَصۡفِ وَالرَّيۡحَانُ﴾(12)

مختصر، جامع اور تیز رَو آیات کی ترتیب سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ سورۃ الرحمٰن کی یہ دونوں آیات 11 اور 12 وضاحتی آیات کی حیثیت رکھتی ہیں کہ اس تمام نظام میں ہر قسم کے میوے اور اناج انسان کے فائدے کے لئے مختص کر دیے اور اسی سے ان کے حیوانات بھی فائدہ اُٹھاتے ہیں جیسا کہ سورۃ البقرہ اور سورۃ النحل کی آیات بھی بیان کرتی ہیں

﴿اَلَّذِىۡ جَعَلَ لَـكُمُ الۡاَرۡضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخۡرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزۡقًا لَّـكُمۡ‌ ۚ فَلَا تَجۡعَلُوۡا لِلّٰهِ اَنۡدَادًا وَّاَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ﴾[31]

وہ ذات جس نے تمھارے لئے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنادیا، اور آسمان سے پانی برسایا اور اس میں تمھارے واسطے رزق اور پھل اُگائے پس کسی کو خدا کا ہمسر نہ بناؤ اور تم جانتے ہی ہو۔ مندرجہ بالا آیت میں لفظ "لَكُمۡ" پر توجہ کی ضرورت ہے کہ اللہ فرماتا ہے یہ سب کچھ تمھارے واسطے ہے۔

آیت نمبر13:

﴿فَبِاَىِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ﴾(13)

اپنے رب کی کس کس نعمت کا انکار کروگے؟

سورۃ الرحمٰن ایک خطبے کی صورت میں ہے اور خطاب کا اصول ہے کہ انتہائی اہم بات پہلے کی جاتی ہے، کم وقت میں انتہائی مختصر مگر جامع الفاظ کے ساتھ خاص اسلوبِ بیاں

---

28 سورۃ یٰس 71:36

29 سورۃ النحل 5:16

30 سورۃ ھود 40:11

31 سورۃ البقرہ 22:2

اپنا کر پیغام پہنچایا جاتا ہے تاکہ جو پیغام دیا جارہا ہے وہ سننے والے تک بہترین انداز میں پہنچے۔ یہاں تک سورۃ الرحمٰن کی آیات پر تدبر کیا جائے تو آگاہ کر دیا گیا ہے کہ انسان نے سب سے برتر علم کی ذمہ داری اُٹھائی تو اُسے اس زمین کی حکمرانی اور شعور بخش دیا گیا اور تمام مخلوقات کو اُس کی خدمت پر مامور کر دیا تمام تخلیقات رب العزت کے بنائے قوانین کی پابندی کرتی ہیں اور اس عظیم نظام میں خاموشی سے انسان کی خدمت کرنے پر مامور ہیں تو انسان کو بھی اللہ کے بنائے اُصول اور قوانین میں سرکشی کی ہر گز اجازت نہیں دی گئی، ذمہ دار ہونے کے ناطے عدل اور ہر معاملے میں میزان کو قائم کرنے کا حکم دیا جارہا ہے اور بحیثیت حکمران اس کی سہولت کا بھی انتظام فرما دیا گیا تاکہ وہ اپنی ذمہ داریاں احسن طریقے سے ادا کر سکے۔

آیت ﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾ میں بیان کردہ نعمتوں پر شکر گزاری کی طرف رغبت دلائی جارہی ہے اور ساتھ ساتھ سوالیہ انداز میں تدبر کی دعوت بھی دی جارہی ہے کہ غور کرو ان نعمتوں پر کہ کس کس نعمت کو جھٹلا سکتے ہو؟

اگرچہ تُكَذِّبَانِ "تثنیہ "کا صیغہ ہے اور مفسرین کے مطابق اس سے مراد جن وانس ہیں، جنات کے بارے میں کوئی بات بھی دلائل کے بغیر کہنا مناسب نہیں کیونکہ قرآن فرماتا ہے

﴿وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا﴾[32]

اور تمہیں علم میں سے بہت تھوڑا عطا کیا گیا۔

البتہ جنات کا اس سورۃ کی تلاوت سننے پر شکر گزار ہونے کا اظہار فرمانا، مفسرین احادیث سے ثابت کرتے ہیں۔ ابنِ جریر طبری سورۃ الرحمٰن کے حوالے سے اپنی تفسیر میں درج کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے جب یہ سورۃ جنوں کے سامنے پڑھی تو انہوں نے جواب دیا "لاَ بشيء مِن نعمتكَ ربّنا نكذبُ فلكَ الحمد"[33] جبکہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے اس کی تلاوت فرمائی تو انہوں نے خاموشی اختیار کی جس پر آپ ﷺ نے جنات کو سراہا۔[34]

آیات نمبر 14، 15، 16:

﴿خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ﴾(14)﴿وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَارٍ﴾(15)﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾(16)

یہاں تک قرآنی دلائل، آیات کی ترتیب، اسلوبِ بیاں اور منطق اس بات کو واضح کرتی ہے کہ ان آیات میں انسان اور جنات کو ان کی تخلیقی حقیقت سے آگاہ کیا جارہا ہے اور ان کو ان کے تخلیق کے نقطہ آغاز سے روشناس کروایا جارہا ہے تاکہ وہ اپنی حقیقت کو جان سکیں اور اپنے کریم رب کے کرم کو سمجھیں کہ اللہ نے ان دو مخلوقات کو برتر بنایا اسی لئے ان کی تخلیق کا خاص طور پر ذکر فرمایا، قرآن اس کا ذکر اس طرح بھی فرماتا ہے

Institute for Excellence in Education & Research

﴿أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا﴾[35]

انسان یاد نہیں کرتا کہ ہم تخلیق فرما چکے جب وہ کچھ بھی نہ تھا۔

جبکہ جنات کے بارے میں یوں بیان آتا ہے کہ

﴿وَالْجَانَّ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَارِ السَّمُومِ﴾[36]

اور جنات کو اس سے پہلے جلتی ہوئی بے دھواں آگ سے پیدا کیا گیا۔

چنانچہ سمجھایا جارہا ہے کہ رحمٰن کے آگے جُھک جاؤ اور اُس کے شکر گزاری کرو۔

آیات نمبر 17 اور 18:

﴿رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ﴾(17)﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾(18)

" رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ "اللہ کے مکمل اختیار کو اور اُسکی شان کو بیان کرتی ہے جبکہ مفسرین کے مطابق " فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ "اپنے اندر بہت وسیع معنی آیت ہے۔ امین احسن اصلاحی صاحب اپنی تفسیر میں حمید الدین فراحی کی کتاب "مفردات القرآن "کا حوالہ دے کر اس آیت کی وضاحت بڑی تفصیل سے فرماتے ہیں کہ یہ آیت اللہ کی شان، نعمت، نشانی، قدرت، کارنامے اور کرشمے کے معنی دیتی ہے۔ اس سورۃ کی بیشتر آیات رحمتِ الٰہی کا بیان فرماتی ہیں اس لئے زیادہ تر اس کے معنی نعمت کے طور پر

---

32 سورۃ الاسراء 85:17

33 ترمذی، محمد بن عیسیٰ، 279ھ، سنن ترمذی، حدیث: 3291، دار المغرب الاسلامی، بیروت، الطبع الاولیٰ، 1996ء

34 طبری، امام ابی جعفر محمد بن جریر، 2001ء، جلد: 22، ص: 190, الطبع الاولیٰ، مرکز البحوث والدراسات العربیہ والاسلامیہ، دار الھجر، قاہرہ

35 سورۃ مریم 67:19

36 سورۃ الحجر 27:15

لئے جاتے ہیں۔[37] جبکہ مفتی شفیع صاحب بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت کبھی تنبیہ اور کبھی نعمتوں کا شکر بجالانے کے لئے آتی ہے۔[38] مودودی صاحب بھی اس آیت کی، اپنی تفسیر میں بڑی خوبصورتی سے وضاحت فرماتے ہیں۔[39] مفسرین اور جدید تحقیقات کے مطابق یہ آیت معنوی لحاظ سے کئی پہلو رکھتی ہے۔

آیات نمبر19،20،21،22،23،24،25:

﴿مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ﴾(19)﴿بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ﴾(20)﴿ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾(21)﴿يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ﴾(22)﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾(23)﴿وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَآتُ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ﴾(24)﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾(25)

یہ آیات اللہ کی شان اور قدرت کی واضح دلیل ہیں اور ساتھ ساتھ یہ بیان بھی آرہا ہے کہ انسان کو پانیوں پر بھی حکمرانی عطا کر دی گئی، ان پانیوں کے اندر بھی اس کے لئے فائدے رکھ دیے اور باہر بھی، لیکن دوسری طرف "لَّا يَبْغِيَانِ" کہہ کر یہ واضح اشارہ بھی دے دیا گیا کہ ان پانیوں کو بھی اپنی اپنی حدود میں رکھ دیا گیا اور یہ اپنی حدود سے تجاوز نہیں کرسکتے، تو اے انسان! اس نظام پر غور کر جس پر تجھے حکمرانی بخشی گئی۔

آیات نمبر27،28،26:

﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ﴾(26)﴿وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ﴾(27)﴿ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾(28)

آیت ﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ﴾ دنیا کی بے ثباتی پر بیان فرماتی ہے کہ یہ نظام اپنے مقررہ وقت پر ایک دن ختم ہو جائے گا اور زمین اور آسمان کی تمام تخلیقات کے لئے موت بر حق ہے، یہ فیصلہ طے پاچکا ہے اور یہ وقت یقینی طور پر آنا ہے اور صرف رب ذوالجلال والاکرام کا چہرہ باقی رہ جانے والا ہے۔ جیسا کہ قرآن فرماتا ہے اس دن پوچھا جائے گا

﴿لِّمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ﴾[40]

کہ آج کس کی بادشاہت ہے، اللہ واحد کی جو اکیلا اور غالب ہے۔

"ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ" اس نام کی فضیلت احادیث سے ثابت ہے۔ امام قرطبی اس نام کا ذکر اپنی تفسیر میں خاص طور پر کرتے ہیں اور احادیث کے ذریعے وضاحت کرتے ہیں کہ اس نام سے مانگی گئی دُعا رَد نہیں کی جاتی[41] امام ابنِ جریر بھی اپنی تفسیر میں اس کی فضیلت بیان کرتے ہیں کہ اے محمد ﷺ تیرے رب کا نام باقی رہنے والا ہے اس کا تعلق "وجه" سے ہے اسی لئے "ذو" مرفوع (اٹھایا گیا) ہے۔[42] حضرت انس سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے (دوبار) فرمایا کہ اس اسمِ اعظم سے مانگی گئی دُعا قبول ہوتی ہے اور تیسری بار فرمایا جو مانگا جائے عطا کیا جاتا ہے۔[43] اللہ جب کسی کو اپنے کرم سے نوازنے کا ارادہ فرماتا ہے تو اسی اسم کی صفت کی وجہ سے توجہ فرماتا ہے[44] رب العزت کی ذات آلَاءِ کا انکار کرنے والوں کے لئے ذُو الْجَلَالِ اور تسلیم کرنے والوں کے لئے الْإِكْرَامِ ہے[45] اس سورۃ میں یہ نام دوبار آیا ہے جو اس نام کی طرف خاص طور پر توجہ دلاتا ہے کہ آخرت میں رب العزت کا ظہور "ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ" کے طور پر ہوگا۔

آیات نمبر29اور30:

﴿يَسْأَلُهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ﴾(29)﴿ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾(30)

اس سورۃ میں یہ مقام انتہائی غور طلب ہے، یہ آیت اس مقام پر رحمت کا مظہر ہے اور اللہ کے رحمٰن ہونے کی دلیل ہے کہ جو کوئی بھی ہو، چاہے آسمانوں میں یا زمین میں، وہ سوال کرنے والے کو اپنی شان کے مطابق عطا کرتا ہے جیسا کہ قرآن ایک اور جگہ بیان فرماتا ہے

---

37 اصلاحی، امین احسن، (2009ء)، جلد:8، ص:121۔120، تدبر القرآن، فلک شیر پرنٹرز، ابراہیم روڈ، لاہور

38 شفیع، مفتی محمد، اپریل (2008ء)، جلد:8، ص:240، معارف القرآن، شمس پرنٹنگ پریس، ادارہ المعارف، کراچی

39 مودودی، س۔ن، جلد:5، ص:254۔253، مولانا ابوالاعلیٰ، (2005ء)، تفہیم القرآن، ادارہ: ترجمان القرآن، لاہور

40 سورۃ المومن 16:40

41 قرطبی، امام محمد بن احمد بن ابو بکر بن فرح ابوعبداللہ، اکتوبر 2012ء، تفسیر قرطبی،، جلد:9، ص:177 مترجم: مولانا ملک محمد بوستان، ضیاء القرآن پبلی کیشنز

42 طبری، امام ابی جعفر محمد بن جریر، 2001ء، جلد:22، ص:212۔211، الطبع الاولیٰ، مرکز البحوث والدراسات العربیہ والاسلامیہ، دار الھجر، قاہرہ

43 المستدرک الحکیم علی الصحیحین کتاب الدعا تکبیر و تہلیل، حدیث:1856

44 قرطبی، امام محمد بن احمد بن ابو بکر بن فرح ابوعبداللہ، اکتوبر 2012ء، تفسیر قرطبی،، جلد:9، ص:177 مترجم: مولانا ملک محمد بوستان، ضیاء القرآن پبلی کیشنز

45 چشتی، خلیل الرحمٰن، 2012ء، قرآنی سورتوں کا نظمِ جلی، س۔ن، ص:500، دار الکتب سلفیہ، اقراء سینٹر، اُردو بازار، لاہور۔

﴿وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ﴾[46]

جب میرے بندے میرے بارے میں دریافت کریں تو کہہ دو کہ میں تو تمہارے قریب ہوں اور جب کوئی پکارتا ہے تو میں اس کی پکار سنتا ہوں تو ان کو چاہئے کہ میرے حکموں کو مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ ہدایت کی راہ کو پالیں۔

احادیث سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ اللہ کی اس شان کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سمجھاتے۔ یہ آیت رب العزت کی شان کو واضح کر دینے والی ہے، اس شان پر تدبر کی ضرورت ہے۔ فزکس، کیمسٹری، بیالوجی، قوانینِ ریاضی یہاں تک کہ میٹا فزکس کے تمام قوانین بھی اسی شان کے تابع ہیں اور وہ جس پر چاہتا ہے اپنے فضل سے اپنی شان کے مطابق کرم فرماتا ہے۔ قرآن کی طرف رجوع کریں تو اللہ فرماتا ہے

﴿وَاللّٰهُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ﴾[47]

اللہ جس پر چاہے اپنی رحمت خاص کر دے اور وہ تو عظیم فضل والا ہے۔

یقیناً حقیقی "بادشاہی" صرف اُسی ذات کی ہے۔

آیات نمبر 31 اور 32:

﴿سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَیُّهَ الثَّقَلٰنِ﴾(31) ﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ﴾(32)

یہ مکلفین (ذمہ داری کا بوجھ اُٹھانے والے) کو خبر دار کر دینے والی اور اعمال پر حجت قائم کر دینے والی آیت ہے اور خالقِ حقیقی سے **ڈر جانے کا مقام** ہے۔ اللہ فرماتا ہے

﴿وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْـُٔوْلُوْنَ﴾[48]

ان کو ٹھہرائے رکھو کہ وہ پوچھے جانے والے ہیں۔

مَّسْـُٔوْل ذمہ داری پر سوال کیا جانے والا شخص ہے، مزید بیان آتا ہے

﴿اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَكَ سُدًى﴾[49]

کیا انسان گمان کرتا ہے کہ اسے ایسے ہی چھوڑ دیا جائے گا۔

مندرجہ بالا قرآنی آیات اور سورۃ الرحمٰن کی آیات کی ترتیب مضمون کو واضح کر دیتی ہیں کہ انسان اس زمین پر اللہ کا نائب ہے اور اس پر تمام معاملات میں انفرادی اور اجتماعی طور پر "میزان" کو قائم کرنے کی ذمہ داری کا بوجھ ہے اس لئے خاص طور پر انسان سے سوال کرنے کے بارے میں خبر دی جا رہی ہے پھر قرآن اُمت مسلمہ کو بہترین اُمت کا رُتبہ بھی دیتا ہے بیان آتا ہے

﴿كُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾[50]

جتنی امتیں آئیں تم ان سب سے بہتر ہو کہ تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور بُرے کام سے روکتے ہو اور تم اللہ پر ایمان بھی رکھتے اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو ان کے لیے بہتر تھا، کچھ ان میں سے ایماندار ہیں اور اکثر ان میں سے نافرمان ہیں۔

ثابت ہوا کہ قرآن کے مطابق اُمتِ مسلمہ ہی میزان کو قائم کرنے کی ذمہ دار ہے۔

یہ آیت ﴿سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَیُّهَ الثَّقَلٰنِ﴾ ہر مسلمان جن و انس کے لئے انفرادی اور اجتماعی لحاظ سے **وعید** کی حیثیت رکھتی ہے۔ جیسا کہ سورۃ الاحقاف میں بھی ذکر ہے کہ جنات بھی اپنی قوم کو ڈرانے والے بن کر گئے۔ قرآن کا فرمان ہے۔

---

[46] سورۃ البقرہ 186:2
[47] سورۃ البقرہ 105:2
[48] سورۃ الصافات 24:37
[49] سورۃ القیامہ 36:75
[50] سورۃ آل عمران 110:3

﴿يَا قَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾[51]

اے میری قوم اللہ کے داعی کی پکار سنو اور ایمان لاؤ وہ تمھارے گناہ بخش دے گا اور دردناک عذاب سے نجات دے گا۔

﴿سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلَانِ﴾ یہ آیت مقامِ تدبر و فکر ہے۔ اس سے اگلی آیت لفظ "الثَّقَلَانِ" کی وضاحت فرما دیتی ہے۔

آیات نمبر 33 اور 34:

﴿يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ۚ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطَانٍ﴾(33)﴿فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾(34)

یہاں تحقیق سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ سورۃ الرحمٰن کی آیات اپنی آیات کے ربط کو آپ ہی واضح کر کے اپنے سے پچھلی آیت کی وضاحت خود ہی فرماتی ہیں اور اپنی منطق کو بھی خود ہی واضح کرتی ہیں۔ پچھلی آیت میں لفظ "الثَّقَلَانِ" کی وضاحت یہاں کُھل کر، کر دی گئی کہ یہ جن و انس ہی دونوں برتر مخلوقات ہیں لیکن رب العزت کی آسمانوں اور زمین میں قائم کردہ حدود سے چاہ کر بھی باہر نہیں نکل سکتے کہ اُن کو اس کا اختیار ہی نہیں دیا گیا، سائنسی تحقیقات بھی اس آیت کی وضاحت اور تائید کرتی ہیں۔ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطَانٍ یعنی یہ نہیں نکل سکتے، جب تک حکمِ ربّی نہ ہو، کیونکہ ان دونوں پر اللہ رب العزت کا مکمل اختیار ہے۔ قرآن فرماتا ہے

﴿فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ﴾[52] یہاں مزید وضاحت اس آیت سے ہو گئی کہ

کیا تم سمجھتے ہو کہ تم کسی کے زیرِ فرماں نہیں۔

بے شک تمام اختیار بس اُسی کا ہے۔

آیات 35 اور 36:

﴿يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرَانِ﴾(35)﴿فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾(36)

اس آیت میں جن و انس کو خبردار کیا جا رہا ہے کہ وہ اگر اپنے دائرہ اختیار سے نکلنے کی کوشش کریں گے تو سزا کے حقدار ٹھہریں گے اور آیات کی ترتیب پر غور کریں تو یہ آیت قیامت کے احوال پر تمہیدی آیت بھی بن کر ظاہر ہو رہی ہے کیونکہ اس کے فوراً بعد قیامت کی ہولناکی کا ذکر شروع ہو جاتا ہے۔

آیات 37 تا 45:

﴿فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ﴾(37)﴿فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾(38)﴿فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْاَلُ عَنْ ذَنْبِهٖۤ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ﴾(39)﴿فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾(40)﴿يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمَاهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ﴾(41)﴿فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾(42)﴿هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ﴾(43)﴿يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ﴾(44)﴿فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾(45)

یہ تمام آیات قیامت کے احوال کا بیان فرماتی ہیں غور طلب بات یہ ہے کہ اس سورۃ میں پہلے قیامت کی ہولناکی اور دوزخ کا بیان آ رہا ہے اور بعد میں یعنی اگلی آیات میں انعاماتِ الٰہی کا، جبکہ کلام کے اُصول کے مطابق اہم بات پہلے کی جاتی ہے تو یہ فکر اور ڈرنے کا مقام ہے کہ انسان اپنے اعمال پر توجہ کرے اور جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ سورۃ صرف نعمتوں اور جنتوں کا ذکر فرماتی ہے تو هٰذِهٖ جَهَنَّمُ کہہ کر غافلین و مجرمین کو مخاطب کیا گیا ہے جو توجہ دلانے کے لئے ہے۔

آیات 46 تا 59:

﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ﴾(46)﴿فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾(47)﴿ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ﴾(48)﴿ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾(49)﴿فِيْهِمَا عَيْنَانِ تَجْرِيَانِ﴾(50)﴿فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾(51)﴿فِيْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجَانِ﴾(52)﴿فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾(53)﴿مُتَّكِئِيْنَ عَلٰى فُرُشٍ بَطَآئِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ ۚ وَجَنَى الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ﴾(54)﴿فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾(55)﴿ فِيْهِنَّ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ ۙ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ﴾(56)﴿ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾(57)﴿كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ﴾(58)﴿ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾(59)

﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ﴾ اور جو کوئی ڈر گیا اس کے لئے دو جنتیں ہیں اس آیت کے ذریعے کلام ایک نیا رُخ اختیار کر لیتا ہے۔ یہ آیت اللہ کے رحمٰن ہونے کو پھر ثابت کرتی ہے کہ دوزخ کے بیان کے بعد اللہ مومنین کو خوشخبری دیتا ہے کہ جو اللہ کے حکم کو مانے اور اُس سے سے ڈرے، انفرادی اور اجتماعی طور پر "میزان" کے قائم کرنے کو

---

[51] سورۃ الاحقاف، 31:46

[52] سورۃ واقعہ 86:56

اپنی زندگی میں تھام کر رکھے اور اپنی ذمہ داری کو پورا کرے اور سرکشی سے بچے اُس کے لئے دو جنتیں ہیں۔ اور پھر ﴿وَلِمَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ﴾ سے اگلی آیات جنتوں کی نعمتوں اور اللہ کی رحمتوں کا ذکر فرماتی ہیں۔

آیات نمبر 60 اور 61:

﴿هَلۡ جَزَآءُ الۡاِحۡسَانِ اِلَّا الۡاِحۡسَانُ﴾(60)﴿ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ﴾(61)

یہ آیت اپنے اندر بے پناہ وسعت اور ایک مکمل و گہرا مضمون رکھتی ہے۔ قرآن "احسان" کے لفظ کو وسیع معنوں میں بیان کرتا ہے قرآن کی بہت سی آیات "محسنین" پر بیان فرماتی ہیں۔ سورۃ الرحمٰن میں اس آیت کے ذریعے چار جنتوں کو دو حصّوں میں الگ الگ بیان فرما کر انسان کو یہ بھی سمجھا دیا گیا ہے کہ تمہارا رب بڑا قدر دان ہے کہ تمہارے لئے بھلائی کا بدلہ بھلائی کے سوا کچھ نہیں اور یہ اعمال کے مطابق درجے ہونگے، جیسا کہ قرآن بیان فرماتا ہے

﴿لِيُوَفِّيَهُمۡ اُجُوۡرَهُمۡ وَيَزِيۡدَهُمۡ مِّنۡ فَضۡلِهٖ ؕ اِنَّهٗ غَفُوۡرٌ شَكُوۡر ﴾[53]

اللہ ان کا اجر انکو پورا پورا دے گا اور اپنے فضل سے اور زیادہ دے گا کہ وہ بڑا قدر دان اور بخشنے والا ہے۔

﴿هَلۡ جَزَآءُ الۡاِحۡسَانِ اِلَّا الۡاِحۡسَانُ﴾ احسان کا بدلہ بھی احسان کے سوا کچھ اور ہے؟ اس سوالیہ اسلوبِ بیاں پر توجہ کی جائے تو اس آیت کے ذریعے دنیاوی زندگی کے آپس کے معاملات کے بارے میں بھی ہدایت دی جا رہی ہے گویا یہ آیت اپنے معنی کی وسعت کے لحاظ سے ایک جامع مضمون رکھتی ہے۔

آیات 62 تا 77:

﴿وَمِنۡ دُوۡنِهِمَا جَنَّتَانِ﴾(62)﴿ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ﴾(63)﴿مُدۡهَآمَّتَانِ﴾(64)﴿ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ﴾(65)﴿فِيۡهِمَا عَيۡنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ﴾(66)﴿ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ﴾(67)﴿فِيۡهِمَا فَاكِهَةٌ وَّنَخۡلٌ وَّرُمَّانٌ﴾(68)﴿ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ﴾(69)﴿فِيۡهِنَّ خَيۡرٰتٌ حِسَانٌ﴾(70)﴿فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ﴾(71)﴿حُوۡرٌ مَّقۡصُوۡرٰتٌ فِى الۡخِيَامِ﴾(72)﴿ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ﴾(73)﴿لَمۡ يَطۡمِثۡهُنَّ اِنۡسٌ قَبۡلَهُمۡ وَلَا جَآنٌّ﴾(74)﴿فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ﴾(75)﴿ مُتَّكِـِٕيۡنَ عَلٰى رَفۡرَفٍ خُضۡرٍ وَّعَبۡقَرِيٍّ حِسَانٍ﴾(76)﴿فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ﴾(77)

یہ آیات جنتوں کا مفصل بیان فرماتی ہیں، بیشتر مفسرین کے مطابق یہ آیات اصحابِ یمین کے لئے جنتوں کا بیان ہے، جس کا ذکر سورۃ واقعہ میں بھی ملتا ہے جس کو مفسرین سورۃ رحمٰن کا جوڑا قرار دیتے ہیں۔ یہ چاروں جنتیں احکام کی بجا آوری کرنے والوں کا انعام ہیں اور رب العزت کی قدر دانی کے نتیجے میں مقربین (اللہ کے مقرب بندے) اور اصحابِ یمین (دائیں ہاتھ والے) کے لئے ہیں جبکہ قرآن کے مطابق اعمال کے لحاظ سے دونوں کی جنتوں کے درجوں میں فرق ہو گا۔ قرآن بیان فرماتا ہے

﴿لٰكِنِ الَّذِيۡنَ اتَّقَوۡا رَبَّهُمۡ لَهُمۡ غُرَفٌ مِّنۡ فَوۡقِهَا غُرَفٌ مَّبۡنِيَّةٌ ۙ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ ؕ وَعۡدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخۡلِفُ اللّٰهُ الۡمِيۡعَادَ﴾[54]

"لیکن جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے ان کے لیے بالا خانے ہیں جن کے اوپر اور بالا خانے بنے ہوئے ہیں، ان کے نیچے نہریں چلتی ہوں گی، یہ اللہ کا وعدہ ہے، اور اللہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔" جبکہ صحیح حدیث کے مطابق ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا

إن اهل الجنة يتراءون اهل الغرف من فوقهم كما يتراءيون الكوكب۔۔۔[55]

جنتی اپنے سے بلند منزل والوں کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح لوگ آسمان کے مشرقی یا مغربی کنارے پر چمکتا ہوا ستارہ دیکھتے ہیں کیونکہ اہلِ جنت کا آپس میں مرتبوں میں فرق ہو گا۔ لوگوں نے فرمایا، یا رسول اللہ یہ تو انبیاء کے مقام ہونگے ان کے مراتب پر اور کوئی نہ پہنچ سکے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہ انکے لئے ہونگے جو اللہ پر ایمان لائے اور انبیاء کی تصدیق کی۔

آیت نمبر 78:

﴿تَبٰرَكَ اسۡمُ رَبِّكَ ذِى الۡجَلٰلِ وَالۡاِكۡرَامِ﴾(78)

تیرے رب کا نام بڑا ہی بابرکت اور ہے جو جلال و اکرام والا ہے

یہ آیت سورۃ الرحمٰن کی فصاحت و بلاغت کا بہترین نمونہ ہے سورۃ رحمٰن انتہائی گہرے مزاج اور وسیع المعنی سورۃ ہے۔ جدید تحقیق کے مطابق اس سورۃ میں الفاظ کی معنوی گہرائی اس

---

53 سورۃ فاطر 30:35

54 سورۃ الزمر 20:39

55 بخاری: حدیث: 3256

قدر ہے کہ یہ اپنے اندر عام یا اعلیٰ اصطلاح سے زیادہ برتر معنی رکھتی ہے اس سورۃ میں موجود (Hyponymy and Meronymy) یہ واضح کر دیتی ہے کہ اس کی آیات باہم ایک دوسرے میں گہرا تعلق رکھتی ہیں اور یہ تمام اسلوب فہم کو اُجاگر کرتا ہے[56]۔

https://doi.org/10.47205/plhr.2022(6-II)41.

اس سورۃ کی آخری آیت میں "تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ" کے بعد انتہائی فضیلت والے نام "ذِی الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ" کا بیان آتا ہے جو واضح کر دیتا ہے کہ یہ نام بڑا ہی بابرکت ہے۔ "برکت" خود بہت وسیع المعنی لفظ ہے جس میں خیر ہی خیر ہے، روایت ہے

عن انس، انه كان مع رسول الله صلى الله عليه وسلم جالسا ورجل يصلي، ثم دعا: اللهم إني اسالك بان لك الحمد، لا إله إلا انت المنان بديع السموات والارض، يا **ذا الجلال والإكرام**، يا حي يا قيوم، فقال النبي صلى الله عليه وسلم:" لقد دعا الله باسمه العظيم الذي إذا دعي به اجاب، وإذا سئل به اعطى۔[57]

ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا، (نماز سے فارغ ہو کر) اس نے دعا مانگی» :اللهم إني أسألك بأن لك الحمد لا إله إلا أنت المنان بديع السموات والأرض يا **ذا الجلال والإكرام** يا حى يا قيوم" «اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں اس وسیلے سے کہ: ساری وحمد تیرے لیے ہے، تیرے سوا کوئی اور معبود نہیں، تو ہی احسان کرنے والا اور آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے، اے جلال اور عطاء و بخشش والے، اے زندہ جاوید، اے آسمانوں اور زمینوں کو تھامنے والے "! یہ سن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" :اس نے اللہ سے اس کے اس اسم اعظم کے حوالے سے دعا مانگی ہے کہ جب اس کے حوالے سے دعا مانگی جاتی ہے تو وہ دعا قبول فرماتا ہے اور سوال کیا جاتا ہے تو وہ دیتا ہے"

تدبر کرنے والوں کی توجہ اللہ خود اس نام کی طرف دلاتا ہے جس کے ذریعے اگر سوال کیا جائے تو رَد نہیں کیا جاتا۔

سورۃ الرحمٰن کا بنیادی پیغام:

یہ سورۃ اللہ کی معرفت، اُس کی انسان پر رحمتیں، دنیا کی بے ثباتی، آخرت کی حقیقت، اس قائم کردہ بہترین نظام میں "میزان" کی ضرورت و اہمیت کو واضح کر کے یہ ثابت کرتی ہے کہ انسان کو تمام تخلیقات پر "حکمرانی" عطا کر دی گئی کیونکہ اُس کو شعور اور قرآن جیسے علم سے نواز دیا گیا اور تمام تخلیقات کو انسان کے لئے مسخر کر دیا گیا۔ یہ سورۃ انسان کو ذمہ دار ٹھہراتی ہے کہ اُس سے انفرادی اور اجتمائی طور پر "میزان" کو قائم کرنے کی ذمہ داری کے بارے میں سوال کیا جائے گا جس میں تمام معاملاتِ زندگی شامل ہیں۔ اصل حکمرانی صرف اُسی ذات کی ہے اللہ کسی طور کسی معاملے میں سرکشی کو پسند نہیں فرماتا اور قائم کردہ حدود میں رہنے کی تنبیہ فرماتا ہے ورنہ سرکشی کرنے والوں اور اپنی ذمہ داری سے روگردانی کرنے والوں کے لئے جہنم منتظر ہے۔ میزان قائم کرنے میں جدوجہد لازم ہے، تمام معاملات میں میزان کو قائم کرنے والے، سرکشی نہ کرنے والے اور اللہ سے ڈرنے والے ہی اپنے اعمال کی بناء پر جنتوں کے مستحق ٹھہریں گے۔

IEER
Institute for Excellence in Education & Research

آج اس سورۃ کی تلاوت بہت سے مسلمانوں کے معمولات میں شامل ہے۔ ہم اس سورۃ کو شفاء کا ذریعہ بھی بناتے ہیں اور اس میں موجود اللہ کی رحمتوں اور نعمتوں کا ذکر بھی سنتے ہیں لیکن اس سورۃ کے اصل پیغام کی حقیقت کو جاننے کی کوشش نہیں کرتے۔ جب ہم اس سورۃ کو پڑھتے ہیں تو یہ جان لینا ضروری ہے کہ یہ سورۃ ہم سب کے لئے وعید بھی ہے اور ہم سب بحثیت اُمتِ مسلمہ اللہ کے آگے زندگی کے ہر معاملے میں "میزان" کو قائم کرنے کے ذمہ دار ہیں، جو احکام کو انفرادی و اجتماعی طور پر پورا کرے اور اللہ سے ڈرتے ہوئے تمام معاملات میں سرکشی سے باز رہے بس اُسی کے لئے جنتوں کی بشارت اور رحمتیں ہیں۔

[56] Pakistan Languages and Humanities K Ali, (2022), Analysis of Meronomy and Hyponymy of Surah Rahman, Review April-June, 2022, Vol. 6, No. 2[471-477]

[57] سنن ابي داود/كتاب تفريع أبواب الوتر /حديث: 1495